سید یونس الحسنی

صدر پرویز کی نظریاتی انتہا پسندی

جنرل پرویز جب سے سریر آرائے مسندِ صدارت ہوئے ہیں۔ ان کی زبان بڑے تسلسل کے ساتھ سیکولر شعلے اُگل رہی ہے۔ اپنی جوانی کے کچھ ایام ترکی میں گزارنے کی وجہ سے وہ اتاترک کے دیوانے، مستانے اور پروانے ہیں۔ وہ انہیں اپنا آئیڈیل قرار دیتے اور حیلے بہانوں سے ان کے ساتھ عقیدت اور گہری جذباتی وابستگی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ دو روز قبل برادر مسلم ملک ترکی کے دورہ پر گئے تو اپنے محبوب کی چوکھٹ پر بھی حاضر ہوئے۔ ہوسکتا ہے وہاں ان کی آنکھوں کو تراوت اور قلبِ مضطر کو اک گونہ قرار بھی ملا ہو مگر کیا کیجیے گا! تاریخ کی گواہی بہت مستند ہے جسے کسی طور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اتاترک کی لادین لبرل ازم پر استوار پالیسیوں نے دنیا بھر کے مسلمانوں کا سکھ چین چھین لیا اور ترکی پر ایسا استبدادی نظام لاگو کیا جس کا خمیازہ بقول اقبالؒ ''یورپ کا مردِ بیمار'' تا ایں دم بھگت رہا ہے اور آئندہ نسلیں نہ جانے کب تک یہ بھُگتن بھگتان کرتی رہیں گی۔ اُن کی روشن خیال اعتدال پسند جدت پرستی کی چند لہولہو جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

1۔ اتاترک نے اقتدار کی کرسی پر براجمان ہوتے ہی پہلے اقدام کے طور پر مسلم ترکیہ کو مکمل سیکولر ریاست میں تبدیل کر دیا۔

2۔ اسلام کا عطا کردہ نظام خلافت بالجبر ختم کر کے اتحاد عالم اسلامی کو پارہ پارہ کرنے کے نامسعود سلسلے کی بنیاد رکھی۔

3۔ اسلامی تعلیمات کی ترویج و اشاعت پر متشددانہ پابندی عائد کر دی۔

4۔ شعائرِ اسلامی پر عمل کو کلیتہً ممنوع قرار دے دیا۔

5۔ خواتین اور بچیوں کے پردہ کرنے کی سعید کیفیات کو طاقت سے کچل ڈالا۔

6۔ فوجی جرنیلوں کو سیاست میں براہ راست حصہ لینے اور پارلیمنٹ کے منظور شدہ قوانین پر ویٹو کا حق دے دیا' چاہے وہ اسلامی قانون ہی کیوں نہ ہو۔

7۔ پارلیمنٹ کی منتخب خواتین اراکین کے حجاب اوڑھ کر پارلیمنٹ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔

8۔ بچیوں کو پردہ کر کے سکولوں میں جانے سے جبراً روک دیا۔

9۔ مدارس دینیہ کو عملاً ختم کر دیا۔

10۔ مساجد مقفل کر دی گئیں۔

11۔ عربی زبان لکھنے پڑھنے اور بولنے پر پابندی لگا کر مختلف اداروں اور دکانوں پر عربی میں لکھ کر آویزاں کیے گئے بورڈ زاتروا دیئے گئے۔

12۔ قرآن کریم کی اصل زبان میں تلاوت ممنوع قرار دے کر ٹرکش تراجم کبھی کبھی پڑھنے کی اجازت دی گئی۔

13۔ مؤذنوں کو عربی میں اذان دینے سے زبردستی روک دیا گیا۔

14۔ ترکیہ میں یورپی تہذیب جبراً لاگو کی گئی۔

15۔ سکول، کالج، یونیورسٹی کے نصابِ تعلیم سے اسلام بے دخل کر دیا گیا اور اُس کی جگہ یورپی طرزِ تعلیم و تعلّم نے لے لی۔

16۔ ترک معاشرے سے دینی اقدار بزور خارج کر کے یورپی بے راہروی کو سرکاری سرپرستی میں فروغ دیا گیا۔

17۔ دینی اقدار کے حامل لوگوں پر ہمہ قسم ملازمتوں کے دروازے بند کر کے انہیں یورپ کی متعفن معیشت و معاشرت اپنانے پر مجبور کر دیا گیا۔

یہ تو مشتے نمونہ از خروارے ہے ورنہ اتاترک کے کمالات کی دلدوز داستان بڑی طویل ہے جس کا یہ محل نہیں۔ اتنا سا بیان کرنے کا خیال بھی اس لیے آ گیا کہ جنابِ صدر نے حالیہ دورۂ ترکی میں ٹرکش گرینڈ اسمبلی سے خطاب کرتے ہوئے ایک عجیب کہی ہے جو کہیں پڑھی نہ سنی۔ وہ کہتے ہیں:

> ’’عمل کے حوالے سے قائدِ اعظم اور کمال اتاترک کی سوچ اور نکتہ نظر ایک تھا۔ اتاترک کے مطابق اگر تمہارا اپنا گھر محفوظ ہے تو دنیا بھی محفوظ ہے۔ اتاترک کو برصغیر میں ہیرو کا درجہ حاصل ہے۔‘‘

صدر صاحب ہمہ مقتدر ہونے کے بعد کمال اتاترک کے افکار و نظریات کے مطابق پاکستانی پالیسیاں ترتیب دینے کی سرتوڑ کوشش میں دن رات ایک کر رہے ہیں۔ وہ انتہا پسندی، بنیاد پرستی اور دہشت گردی کے نام پر وطن عزیز کے مدارس دینیہ کا نصاب حسب منشا تبدیل کرنے کی شدید خواہش میں مبتلا ہیں۔ اپنے ممدوح کی پیروی کرتے ہوئے وہ مساجد، مدارس، دینی تعلیم، عربی زبان اور اسلامی اقدار و طرزِ معاشرت پر جبری پابندی لگانے کا حوصلہ تو نہیں کر پائے۔ البتہ کشمیر و افغانستان میں جہاد کرنے والی تنظیموں کو ایک پٹخنی ضرور دے چکے ہیں۔ نام نہاد زمینی حقائق سے خوفزدہ ہو کر وطن عزیز کی نظریاتی اساس سے وہ عملاً دست کش بھی ہو چکے ہیں۔ اتاترک کے نظریات کی محبت میں اس قدر خود رفتگی کا شکار ہیں کہ گزشتہ اسلامی سربراہی کانفرنس میں بھی اپنی روشن خیال اعتدال پسند جدت پرستی پر لیکچر دے ڈالا۔ اپنے ہاں بھی ’’سب سے پہلے پاکستان‘‘ کے باطل نظریے کو بالجبر فروغ دیا۔ لوگوں کو انتہا پسندی کا طعنہ دینے والے جنرل پرویز نے اپنے اتاتر کی مستعار نظریے کی زوردار طریقے سے رٹ لگا رکھی ہے اور وقتاً فوقتاً اس عزم کا اظہار بھی کیا ہے کہ پاکستانی معاشرے کو بنیاد پرستی سے نکال کر روشن خیال بنا کر چھوڑوں گا۔ چاہے اس کے لیے کچھ بھی کرنا پڑے۔ وہ اکثر یہ الفاظ دہراتے رہتے ہیں کہ مٹھی بھر انتہا پسندوں نے معتدل اکثریت کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ میں یہ برداشت نہیں کر سکتا۔ سوال پیدا ہوتا ہے‘ جناب صدر کا انداز گفتگو، طریق مخاطبت یا مدارس عربیہ کے پیچھے لٹھ لے کر پڑ جانا‘ پوچھ گچھ کے نام پر علماء و اہل اللہ کی اہانت کرانا‘ کیا انتہا پسندانہ طرزِ عمل نہیں؟ اس کا جواب یقیناً اثبات میں ہے۔ قوم کو بہکانے کا ایک عجیب طریقہ انہوں نے اپنایا ہے کہ جس سے ان کی سیکولر پالیسیوں کا دفاع ہو سکے۔ انہوں نے اتاترک اور بانیٔ پاکستان کو یکساں نظریات کی حامل شخصیات بنا دیا۔ یہ بات اسی قدر غلط ہے‘ جتنا سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔ دونوں میں بعد المشرقین ہے۔ اوّل الذکر یورپ کے لادین لبرل ازم کا دلدادہ اور والا و شیدا تھا جبکہ ثانی الذکر اپنی تمام تر بشری لغزشوں کے باوجود اسلامی طرزِ زندگی پر لازوال ایمان

رکھنے والے تھے۔ انہوں نے 13 جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ:

''ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے، جہاں ہم اسلامی اصولوں کو آزما سکیں۔''

پھر فروری 1948ء کو فرمایا:

> ''پاکستان کی مجلس آئین ساز کو ابھی پاکستان کا آئین مرتب کرنا ہے۔ میں نہیں جانتا اُس کی حتمی شکل کیا ہوگی۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ یہ اسلام کے بنیادی اصولوں پر مبنی جمہوری آئین ہوگا۔ ہماری زندگی میں آج بھی وہ اصول اسی طرح قابل عمل ہیں۔ جس طرح تیرہ سو سال پہلے تھے۔''

قبل ازیں 1945ء میں بھی انہوں نے کہا تھا کہ:

> ''جاہلوں کی بات اور ہے ورنہ ہر کوئی جانتا ہے کہ قرآن مسلمانوں کا ہمہ گیر ضابطہ حیات ہے۔''

غور فرمایئے! کتنا فرق ہے۔ دونوں کی سوچ میں۔ اب کہیے اسلام کو ترکی میں غریب الدیار کرنے والا مسلمانانِ برصغیر کا ہیرو کیونکر ہوسکتا ہے۔ جنرل صاحب آپ خود بھی نظریاتی اعتبار سے زبردست انتہا پسند اور سیکولر لبرل ازم کے بنیاد پرست پر چارک ثابت ہوئے ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ آپ نے اپنے افکار کو روشن خیال اعتدال پسند جدت پرستی کا نام دے رکھا ہے۔ تاکہ لوگ مزاحمت پر نہ اتر آئیں۔ ورنہ یہ زاویہ نظر اتاترک ہی کا بخشا ہوا ہے جو اسے فری میسنز تحریک نے عطا کیا تھا۔ جنابِ صدر آپ بھی اپنی انتہا پسندی، انتہا پرستی اور انتہا پردازی پر نظر ثانی فرمائیں۔ ایسا نہ ہو کہ وقت ہاتھ سے نکل جائے۔

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تبدیلی ٹیلی فون نمبر، مرکز احرار چیچہ وطنی

مجلس احرار اسلام کے مرکزی ناظم نشریات جناب عبداللطیف خالد چیمہ (چیچہ وطنی) کے ٹیلی فون نمبرز تبدیل ہوگئے ہیں۔

احباب رابطہ کے لیے نوٹ فرمالیں۔

مرکزی مسجد عثمانیہ: 0445-485955

دکان: 0445-485953

رہائش: 0445-486953

دفتر احرار (دارالعلوم ختم نبوت جامع مسجد چیچہ وطنی) کا سابقہ فون نمبر **482253** برقرار ہے۔